تفہیم القرآن کے مآخذ و مراجع کا تنقیدی جائزہ

Analytical Study of Roots & References of Tafheem Ul Quran

Zujajah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad Campus
Email: zujajah@gcwuf.edu.pk
Dr. Sajid Asadullah
Professor, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad Campus

Abstract
The importance of references and resources is the basic evidence of the subject. The testimonials are from the Religion of Islam according the Hadees Nabvi (Peace be upon Him). In Tafheemul Quran these are multificet. For comparative study these include Biblical Literature and explanatory notes like Talmude Selections of Torat (the Old Testament). Syed Abul Ala Maudoodi wrote quotations from Encyclopedia Britanica, Modern Medica Martine, Space and Sea Sciences and "Ologies" of all subjects. The Lexicons and old Arabic Poetry are the basic and pivotal roots of Exegesis of Tafheemul Quran. The Holy Quran and Ahadees Nabvi explain the meanings of Quran separately and jointly both. Tafheemul Quran itself is a big great source to rectify and elaborate the guidance revealed in the Holy Quran. The science is improving day by day so only the proved facts are universal truths those already stated in the Holy Quran. The information acheived from the Relics are also an important origin and root used in Tafheemul Quran. The history, the time and place of Quranic Revelation, the Fiqh are of utmost necessity for explanatory notes in Tafheemul Quran.
Keywords: Testimonials, Rectify, Ologies, Lexicons, Universal Truths, History, Exegesis, Origin, Root, References, Resources

ابتدائیہ:

مآخذ و مراجع کی اہمیت ”الاسناد من الدین“ سے متعین ہو جاتی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں ان کا بڑی شد و مد سے اہتمام کیا ہے کیونکہ ”لولا اسناد لقال من شاء وماشاء“[1] ”اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس کی جو مرضی ہوتی وہ کہتا رہتا۔“

مولانا کے ہاں مآخذ و مراجع بڑے متنوع ہیں۔ نقل و عقل کے علاوہ وہ مستشرقین کے بیانات میں تضاد اجاگر کرتے ہیں۔ تقابل ادیان کے لیے بائبل، تورات اناجیل اور منتخباتِ تلمود کے معکوسات نمایاں کرتے ہیں۔ عصری معلومات کے لیے انسائیکلوپیدیا برطانیکا، برطانوی پبلک آفس لائبریری فلکیات و ارضیات کی Space Books کے منابع و مصادر پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ترجمان القرآن میں مطبوعہ تفہیم القرآن کے حصص پر ماہرین مضامین کی آراء کے حوالے بھی اپنی تفسیر میں شامل کرتے ہیں۔ قرآنی حقائق کے لیے سائنسی انکشافات کی مطابقت کا تفسیری ارتقاء تفہیم القرآن کی اہم خصوصیت ہے جو مدارس کے مفسرین عصرِ حاضر سے بالاتر ہے۔

ارض القرآن کے سفر میں مولانا کے اپنے ذاتی مشاہدات بھی اہم مصادر و منابع ہیں۔ اس دوران دوسرے مسلم اور غیر مسلم زائرین کی تحریرات بھی حوالہ جات تفہیم القرآن میں موجود ہیں۔ جابجا تفسیر قرآن بالقرآن کے لیے تفہیم القرآن کی اپنی تشریحات بھی مآخذ قدر و منزلت ہیں۔

تفہیم القرآن میں اکثر لغوی معنی لغت کے حوالے کے بغیر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً "سمراً تهجرون"[2] "انہی چوپالوں میں اُس پر باتیں چھانٹتے اور بکواس کیا کرتے تھے" اصل میں لفظ سمراً استعمال کیا گیا ہے۔ سمر کے معنی ہیں رات کے وقت بات چیت کرنا، گپیں ہانکنا، دیہاتی اور قصباتی زندگی میں ایسے حوالوں کی گپیں صرف چوپالوں میں ہوا کرتی ہیں اور یہی اہلِ مکہ کا دستور تھا۔[3] ایسے ہی لفظ "عَبَثَ"[4] کھیل کے طور پر یا "کھیل کے لیے۔"[5]

عربی مصرعے بطور تمثیل و محاورہ مصادر و منابع بغیر حوالے درج کیے ہیں جیسے:

اونٹوں کے لیے "خشکی کا جہاز" کا استعارہ بہت پرانا ہے۔ جاہلیت کا شاعر ذوا الرمّة کہتا ہے "سفينة برتحت خدى زمامها"[6]

احادیث کے مصادر

کئی مقامات پر احادیث بغیر تذکرۂ کتب حدیث لکھی ہوئی ہیں اور کسی جگہ مراجع دیئے ہوئے ہیں۔ بطور مثال:

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"يانبى عبد مناف من ولى منكم من امور الناس شيئاً فلا يمنعن احداً طاف بهذا البيت اوصلى اية ساعة شاء من ليل اونهار"[7]

"(اے اولاد عبد مناف، تم میں سے جو کوئی لوگوں کے معاملات پر کسی اقتدار کا مالک ہو اسے کسی شخص کو رات اور دن کے کسی وقت میں بھی خانہ کعبہ کا طواف کرنے یا نماز پڑھنے سے منع نہ کرے) یہ بغیر حوالے کے ہے۔"

مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے:

"امرنا رسول الله ان نشترک فی لاضاحی البدنة عن سبعة والبقره عن سبعة"(8)

"رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم قربانیوں میں شریک ہو جایا کریں، اونٹ سات آدمیوں کے لیے اور گائے سات آدمیوں کے لیے"

یہاں منابع میں سے صحیح مسلم کا حوالہ ہے۔ شاید حوالہ جات اس لیے نہیں کہ تفہیم القرآن عوام کے لیے لکھی گئی ہے۔ جنہیں اس مشقت سے بچانا مقصود ہو اگر علماء کرام پڑھیں گے تو اُن کو تو منابع و مراجع معلوم ہی ہوں گے۔ اگر نہیں تو وہ تلاش کر لیں گے اور اُنہیں کوئی مشقت نہیں لینی ہو گی۔

تفہیم القرآن کے ناشر کو مشورہ

تفہیم القرآن کے ناشر کو چاہیے کہ نئے ایڈیشن میں حوالہ جات اور بغیر ترجمہ کی عبارتوں کو ترجمے کے ساتھ شائع کیا کریں جیسے حال ہی میں تفہیم القرآن کے ترجمہ متن قرآن میں کچھ مشکل الفاظ کے آسان متبادل بریکٹوں میں سموئے ہیں۔ اس طرح Improvent ہوتی رہنی چاہیے۔

زبانوں کے مراجع

تفہیم القرآن میں ترجمہ قرآن کے کچھ الفاظ متعدد زبانوں کا پتہ دیتے ہیں۔ جن پر مولانا کی دسترس کا اظہار ہوتا ہے مثلاً "لفظ فردوس" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۗ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ"(9)

"جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔"

"فردوس جنت کے لیے معروف ترین لفظ ہے جو قریب قریب تمام انسانی آبادیوں میں مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ سنسکرت میں "پردیشا" قدیم کلدانی زبان میں "پردیسا" قدیم ایرانی "ژند" میں "پیری ڈائزا"، عبرانی میں "پردیس"، ارمنی میں "پردیز"، سُریانی میں "فردیسو" یونانی میں "پاراوائسوس"، لاطینی میں "پاراڈئسس" اور عربی میں "فردوس۔"،"(10)

نبی کریم ﷺ کے نام مبارک "احمد" کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی اس آیت مبارکہ میں ہے:

"وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ"(11)

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں اللہ کا تمہاری طرف رسول ہوں (اور)

تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہو گا۔"

سید مودودی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی زبان سریانی تھی جس میں "احمد" کا متبادل "منحمنا" ہے جس کا یونانی ترجمہ Pereclytos یونانی انجیل "یوحنا" میں ہے جسے بعد میں اہلِ کلیسا نے Paracletus سے بدل دیا۔ ابن اسحاق یا ابن ہشام نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ "منحمنا" کے معنی سریانی میں محمد یونانی میں "برقلیطس" ہیں۔[12] جو اردو میں "فارقلیط" ہے۔ یہاں شاید مولانا سے سہو ہوا ہے کہ سریانی میں "احمد" کی جگہ "محمد" قلم سے گیا ہے۔ مولانا نے اس ساری تحقیق کے ماخذ، سیرت ابن ہشام، انجیل برناباس (Evangeliun Barnabas) انسائیکلوپیڈیا آف بلیکل لٹریچر، انجیل یوحنا (یونانی) اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کو بنایا ہے۔ اس سے اُن کی وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس اہتمام سے انھوں نے اتنے سارے مصادر و منابع مطالعہ کیے ہیں۔ اس تحقیق کے زیر اثر ہی عبدالعزیز خالد نے "فارقلیط" نامی ہزاروں اشعار پر مشتمل نعت مسلسل لکھی۔ مزید "منحمنا" بھی موصوف کی منحوت متواتر قابلِ تحسین ہے۔

مصدر تلمود

سیّد مودودیؒ اپنی تحقیق میں تلمود کے حوالے سے عزیز مصر کی بیوی کے انگلش نام کو بھی تلاش کر لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"تلمود میں اس عورت کا نام زلیخا (Zalicha) لکھا ہے اور یہیں سے یہ نام مسلمانوں کی روایات میں مشہور ہوا۔ مگر یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔"[13]

تفہیم القرآن بذاتہٖ منبع ومصدر

"تفہیم القرآن" خود حوالہ جات کا بہت بڑا منبع و مصدر ہے۔ اس آیت کی تفسیر و تشریح ملاحظہ ہو:

"اَمْ تَسْاَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ"[14]

"کیا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے سو تیرے رب کی اجرت بہتر ہے، اور وہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔"

اس کی تشریح میں خود تفہیم القرآن کے دس مراجع و منابع ہیں:

"یہ نبی ﷺ کی نبوت کے حق میں ایک اور دلیل ہے یعنی یہ کہ آپ اپنے اس کام میں بالکل بے لوث ہیں۔ کوئی شخص ایمانداری کے ساتھ یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ آپ یہ سارے پاپڑ اس لیے بیل رہے ہیں کہ کوئی

نفسانی غرض آپ کے پیش نظر ہے۔ یہ وہ دلیل ہے جس کو قرآن میں نہ صرف نبی ﷺ کی بلکہ بالعموم تمام انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے ثبوت میں بار بار پیش کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:

الانعام:90، یونس: 72، ہود: 29، 51، یوسف: 104، الفرقان: 57، الشعرا:109، 127، 145، 164،180، سبا:47، یسین:21، ص:86، الشوریٰ:23، النجم:40، مع حواشی۔"[15]

اس طرح تفسیر تفہیم القرآن خود حوالہ ہی نہیں معجم بن گئی ہے۔

فقہ وحدیث قرآن کے مراجع یکجا

"فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ"[16] "پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو" میں کے مفہوم کے لیے سید مودودی نے تین مفسرین ابن عباس، مجاہد، ضحاک وغیرہ کی تشریح بیان کی۔ مسلم اور بخاری کے حوالے سے ابن عمرؓ نے روایت لکھی۔ "ابعثنا قیاما مقیدة سنة ابی القاسمﷺ"، "اس کو پاؤں باندھ کر کھڑا کر، یہ ہے ابولقاسم ﷺ کی سنت"۔ ابوداؤد میں جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے:

"آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اونٹ کا بایاں پاؤں باندھ کر باقی تین پاؤں پر اُسے کھڑا کرتے تھے۔ پھر اس کو "نحر" کرتے تھے۔ اسی مفہوم کی طرف خود قرآن بھی اشارہ کر رہا ہے۔ "اذا وجبت جنوبھا"[17] "جب ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں" یہ اُسی صورت میں بولیں گے جب کہ جانور کھڑا ہو اور پھر زمین پر گرے۔ ورنہ لٹا کر قربانی کرنے کی صورت میں تو پیٹھ ویسے ہی ٹکی ہوئی ہوتی ہے۔"[18]

مولانا نے اس حاشیے میں مفسرین، محدثین اور قرآن کے حوالہ جات بیان کیے لیکن بخاری، مسلم، ابوداؤد کے ابواب، کتب اور فصلوں کا ذکر نہیں کیا اس لیے منابع و مصادر تک پہنچنا مشکل ہے۔

سائنس اور ان کی تطبیقی مصادر

"اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا"[19]

"اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔"

اس آیت کے تشریحی حاشیہ میں سید مودودی "اُنہی کے مانند" کے تحت لکھتے ہیں کہ جیسے متعدد آسمان اُس نے بنائے ویسی ہی متعدد زمینیں بھی بنائی ہیں۔ "زمین کی قسم سے" کا مطلب یہ ہے کہ جاندار مخلوق صرف زمین پر ہی نہیں عالم بالا میں پائی جاتی ہیں۔ (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد چہارم الشوریٰ آیت 29،

حاشیہ 50)۔ قدیم مفسرین میں سے صرف ابن عباسؓ نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ مولانا نے ابن حجر کی فتح الباری، ابن کثیر، ابوالضحیٰ، ملا علی قاریؒ کی "موضوعات کبیر" کے حوالے بھی لکھے ہیں۔ سات کا عدد اس کی نفی نہیں کرتا کہ آسمان اور زمین سات سے زائد نہ ہوں۔ اسی طرح ایک ایک آسمان کی مسافت بمطابق حدیث پانچ پانچ سو برس کا بیان مسافت کو مقید نہیں کرتا۔

قرآن اور سائنس کے تطبیقی مصادر

مولانا نے اس قدیم تفسیر کو موجودہ سائنسی انکشافات سے ایسے ہم آہنگ کیا ہے۔ "حال ہی میں امریکہ کے رانڈ کارپوریشن (Rand Corporation) نے فلکی مشاہدات سے اندازہ لگایا ہے کہ زمین جس کہکشاں (Galaxy) میں واقع ہے۔ صرف اُسی کے اندر تقریباً 60 کروڑ ایسے ستارے پائے جاتے ہیں۔ جن کے طبعی حالات ہماری زمین سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور امکان ہے کہ ان کے اندر بھی جاندار مخلوق آباد ہو۔[20]

یہاں سید مودودیؒ نے بیک وقت مفسرین، محدثین، کتب حدیث کی شرح تفہیم القرآن اور انگلش جرنل کے مصادر و منابع دیئے ہیں جس سے جدید و قدیم علوم کی مطابقت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن مولانا کے بقول قرآن حکیم سائنس کی کتاب نہیں۔ قرآن اٹل ہے اور سائنس تو لحہ بہ لحہ تغیر پذیر ہے۔

"وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ"[21]

"سب ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔"

اس کے حاشیہ میں مولانا رقم طراز ہیں کہ فلک کا لفظ عربی زبان میں سیاروں کے مدار (Orbit) کے لیے استعمال ہوتا ہے کہ اور اس کا مفہوم سماء (آسمان) کے مفہوم سے مختلف ہے۔ مولانا کہتے ہیں کہ ان آیات کا اصل مقصد علم ہیئت کے حقائق بیان کرنا نہیں ہے بلکہ انسان کو سمجھانا مقصود ہے کہ وہ آنکھیں کھول کر دیکھے اور عقل سے کام لے تو زمین سے لے کر آسمان تک جدھر بھی نگاہ ڈالے گا اس کے سامنے خدا کی ہستی اور اس کی یکتائی کے بے حد و حساب دلائل آئیں گے اور کہیں کوئی ایک دلیل بھی دہریت اور شرک کے ثبوت میں نہ ملے گی۔ لکھتے ہیں جس کہکشاں (Galaxy) میں ہمارا یہ نظام شمسی شامل ہے۔ اس میں 3 ہزار ملین (تین ارب) آفتاب پائے جاتے ہیں۔۔۔ پھر یہ کہکشاں بھی پوری کائنات نہیں ہے بلکہ اب تک کے مشاہدات کی بنا پر اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ تقریباً 20 لاکھ لولبی سحابیوں (Spiral Mebulae) میں سے ایک ہے اور ان میں سے قریب ترین سحابیے کا فاصلہ ہم سے اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی روشنی 10 لاکھ سال میں ہماری زمین پر پہنچتی ہے۔ رہے بعید ترین اجرام فلکی جو ہمارے موجودہ آلات سے نظر آتے ہیں۔ ان کی روشنی تو زمین تک پہنچنے میں 10 کروڑ سال لگ جاتے

ہیں۔ اس پر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان نے ساری کائنات دیکھ لی ہے۔ یہ خدا کی خدائی کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جو اب تک انسانی مشاہدے میں آیا ہے۔ آگے نہیں کہا جا سکتا کہ مزید ذرائع مشاہدہ فراہم ہونے پر اور کتنی وسعتیں انسان پر منکشف ہوں گی۔[22] کاش سید مودودی اس کا حوالہ و مصدر کبھی لکھ دیتے۔

سائنس تغیر پذیر

"وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا"[23]

"اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔"

تفہیم القرآن میں اس کے حاشیے میں لکھا ہے کہ ٹھکانے سے مراد وہ جگہ بھی ہو سکتی ہے جہاں جا کر سورج کو آخر کار ٹھہر جانا ہے اور وہ "وقت" بھی ہو سکتا ہے جب وہ ٹھہر جائے گا۔۔۔ سورج کے متعلق موجودہ زمانے کے ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ وہ اپنے پورے نظامِ شمسی کو لیے ہوئے 20 کلومیٹر (تقریباً 12 میل) فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کر رہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، لفظ "سٹار" اور لفظ "سن")"[24]

یہاں حوالہ تو ہے لیکن متعلقہ ایڈیشن کا سن اشاعت مفقود ہے حالانکہ مولانا خود لکھتے ہیں کہ انسانی علم کا حال یہ ہے کہ وہ ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے اور آج جو کچھ اسے بظاہر معلوم ہے اس کے بدل جانے کا ہر وقت امکان ہے۔

"ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ"[25]

"پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا"

اس کا حاشیہ تفسیر ایسے ہے:

"دھویں سے مراد مادے کی وہ ابتدائی حالت ہے جس میں وہ کائنات کی صورت گری سے پہلے ایک بے شکل منتشر الاجزاء غبار کی طرح فضا میں پھیلا ہوا تھا۔ موجودہ زمانے کے سائنس دان اسی چیز کو سحابیے (Nebula) سے تعبیر کرتے ہیں اور آغازِ کائنات کے متعلق ان کا تصور بھی یہی ہے کہ تخلیق سے پہلے وہ مادہ جس سے کائنات بنی ہے۔ اس دخانی یا سحابی شکل میں منتشر تھا۔"[26]

یہ سائنسی حقیقت بھی مصدر و منبع کے بغیر ہی ہے جس سے قاری تفہیم القرآن کو الجھن ہو سکتی ہے۔

کتبات کے منابع

کتبات کا مطالعہ بھی تفہیم القرآن کے مطالع و مصادر میں شامل ہیں۔ قوم سبا کی تاریخ کے ضمن میں "مولانا مودودیؒ آثارِ قدیمہ کی جدید تحقیقات کے سلسلے میں یمن سے تقریباً 3 ہزار کتبات کی نشاندہی کرتے ہیں۔"[27]

آرٹی میڈورس کہتا ہے کہ یہ لوگ عیش میں مست ہو رہے ہیں اور جلانے کی لکڑی کی بجائے دار چینی، صندل اور دوسری خوشبو دار لکڑیاں جلاتے ہیں۔اس طرح دوسرے مورخین روایت کرتے ہیں کہ ان کے علاقے کے قریب ساحل سے گزرتے ہوئے تجارتی جہازوں تک خوشبو کی "لپٹیں" پہنچتی تھیں۔انھوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ صنعاء کے بلند پہاڑی مقام پر فلک شگاف عمارت (Skyscraper) تعمیر کی جو "قصر غمدان" کے نام سے صدیوں تک مشہور رہی ہے۔

عرب مورخین کا بیان کہ اس کی 20 منزلیں تھیں اور ہر منزل 36 فٹ بلند تھی یہ سب کچھ بس اُسی وقت تک رہا جب تک اللہ کا فضل ان کے شاملِ حال رہا۔ آخرکار جب انھوں نے کفرانِ نعمت کی حد کر دی تو رب قدیر کی نظر عنایت ہمیشہ کے لیے ان سے پھر گئی اور ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔(28)

اسی طرح "اسٹرابو" اور "پلینی" قوم سبا کی موج مستی کا بڑی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ لیکن کوئی حوالہ نہیں کہ یہ آڑی میڈروس، پلینی اور آسٹر وبو کون تھے۔

تاریخ نزول واسباب ونزول

سورہ نور کا دیباچہ، شان نزول، تاریخ وزمانہ نزول پر مشتمل ۱۴ صفحات کا ہے۔ مولانا نے معروف کتب اسباب النزول کے مصادر ومراجع کا ذکر نہیں بلکہ ان کا اخذ بنیادی کتب حدیث سے ہے۔ واقعہ افک، غزوہ بنی مصطلق، زنا کی سزاؤں کے احکامات بھی ہیں اکیلے رجم اور کوڑوں کی سزا کا حاشیہ 25 صفحات پر محیط ہے۔

ہندوؤں کی کتب کی آیات ادھیائے، 8 اشلوک: 365، 366، 377 سے حوالے بھی یہاں موجود ہیں۔(29)

لیکن گیت اور ویدوں اور مہابھارت اور اُپنشد کا ذکر نہیں ہے۔ باقی جابجا یہ حوالے تفہیم القرآن میں پائے جاتے ہیں۔

سزائے قذف

قذف کے سزایافتہ کی عدم قبولیت شہادت کا گروہ ان اصحاب پر مشتمل ہے:

"قاضی شریح، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، حسن بصری، ابراہیم، ابن سیرین، مکحول، عبدالرحمٰن بن زید، ابوحنیفہ، ابویوسف، زفر، محمد سفیان ثوری اور حسن بن صالح۔" یہ 13 اکابر قاذف کو ہمیشہ کے لیے مردود الشہادت سمجھتے ہیں۔ دوسرا گروہ توبہ کے بعد قذف کے سزایافتہ مجرم کی شہادت بھی قبول کی جائے گی اور وہ فاسق میں کبھی نہ شمار ہو گا۔ اس گروہ میں عطاء، طاؤس، عثمان، مجاہد، شعبی، قاسم بن محمد، سالم، زہری، عکرمہ، عمر بن عبدالعزیز، ابن ابی انجیح، سلیمان بن یسار، مسروق، ضحاک، مالک بن انس، عثمان بن النبی، لیث بن سعد، شافعی،

احمد بن حنبل اور ابن حریر طبری جیسے ۲۰ بزرگ شامل ہیں خود مولانا کی رائے پہلے گروہ کے حق میں ہے۔"[30]

صرف قذف کے بارے میں سید مودودیؒ نے 31 فقیہ صحابہ کرام و مفسرین عظام کے منابع و مصادر بیان کیے ہیں۔ اس سے تفہیم القرآن کی چھ جلدوں میں فقہی مباحث کے حوالہ جات کی کثرت واضح ہوتی ہے۔ احادیث مبارکہ کی سب کتب کے مراجع اس کے علاوہ ہیں جن پر نقد و جرح پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کتب سیرۃ و مغازی کے ان گنت منابع مذکور ہیں۔

رہبانیت کے مصادر و مراجع

بائبل کے تفہیم القرآن میں پانچ سو سے زیادہ حوالے ہیں۔ عہد نامہ قدیم کی کون سی کتاب ہے جس کا ذکر نہیں؟ گنتی، توخروج، پیدائش، زبور وغیرہ اور ان کی ان شرح تلمود مولانا کو ازبر ہیں۔ عہد نامہ جدید کی اناجیل اربعہ لوقا، مرقس، یوحنا اور متی اور ان مین تحریفات جو ہو چکی، جو رہی ہیں سب تفہیم القرآن کی زد میں ہیں۔ مستشرقین کی چالاکیوں کو فاش کرنا بھی تفہیم القرآن کا حصہ ہے۔ "رہبانیت" پر مقالہ ملاحظہ ہو:

"وَّرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا"[31]

"اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا پس اسے نباہ نہ سکے جیسے نباہنا چاہیے تھا۔"

اس کا تلفظ "رَہبانیت" بھی کیا جاتا ہے اور "رُہبانیت" بھی۔ اس کا مادہ "رہب" ہے۔ جس کے معنی خوف کے ہیں۔ رَہبانیت کا مطلب مسلکِ خوف زدگی اور رُہبانیت کے معنی ہیں۔ مسلک خوف زدگان۔۔۔ اصطلاحاً اس سے مراد تارک الدنیا بن جانا۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ مولانا نے مسند احمد کے حوالے سے فرمانِ رسول اللہ ﷺ لکھاہے۔"لاریبانیہ فی الاسلام" بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت اور ابو داؤد سے اس پر تفصیلی معلومات بھی درج کی ہیں۔ مسیحی علماء کچھ باہر کے فلسفوں اور طور طریقوں سے متاثر ہو کر اور کچھ خود اپنے رجحانات کی بنا پر طرح طرح کی بدعتیں دین میں داخل کرتے چلے گئے۔ رہبانیت بھی ان بدعتوں میں سے ایک تھی۔ مسیحی مذہب کے علماء اور ائمہ نے اُس کا فلسفہ اور اُس کا طریق کار بدھ مذہب کے بھکشوؤں سے ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں سے "قدیم مصری فقراء" (anchorites) سے، ایران کے مانویوں سے، افلاطون اور فلاطینوس کے پیرواشراقیوں سے اخذ کیا اور اُسی کو تزکیہ نفس کے طریقہ، روحانی ترقی کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا وسیلہ قرار دے لیا۔ اس غلطی کے مرتکب کوئی معمولی درجے کے لوگ نہ تھے۔ تیسری صدی سے ساتویں صدی عیسوی (یعنی نزول قرآن کے زمانے) تک کے جو لوگ مشرق اور مغرب میں مسیحیت کے اکابر علما بزرگ ترین

پیشوا اور امام مانے جاتے ہیں۔ سینٹ اتھاناسیوس، سینٹ پاسل، سینٹ گریگوری نازیائزین، سینٹ کرائی سوسٹم، سینٹ ایمروز، سینٹ جیروم، سینٹ آگسٹائین، سینٹ بینڈکٹ، گریگوری اعظم، سب کے سب خود راہب اور رہبانیت کے زبردست علم بردار تھے۔ انہی کی کوششوں سے کلیسا میں رہبانیت نے رواج پایا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں میں رہبانیت کا آغاز مصر سے ہوا۔ اس کا بانی سینٹ اینتھنی (St. Anthony) تھا جو 250ء میں پیدا ہوا اور 350ء میں دنیا سے رخصت ہوا۔"(32)

پھر مولانا نے ان راہبوں کی راہبانہ بدعتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً سخت ریاضتیں، جسم کو اذیتیں دینا، ہر وقت گندے رہنا، پانی کو جسم سے نہ لگانا، ازدواجی زندگی کو عملاً حرام قرار اور تجرد کو اپنانا، قطع رحمی لیکن دنیا کی ٹھاٹ بھاٹ کے متوالے۔ ان غیر فطری خصائص کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں:

"انسانی فطرت کبھی اُن لوگوں سے انتقام لیے بغیر نہیں رہتی جو اُس سے جنگ کریں۔ رہبانیت اُس سے لڑ کر بالآخر بداخلاقی کے جس گڑھے میں جا گری، اس کی داستان آٹھویں صدی سے گیارہویں صدی عیسوی تک کی مذہبی تاریخ کا بدترین داغ ہے۔"(33)

"اور کلیساؤں میں اعتراف گناہ (Confession) کی رسم بدکرداری کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔"(34)

سورۃ الحدید کے ان حواشی میں مسیحی اکابرین کے نام تو دیے گئے ہیں لیکن منابع و مصادر مذکور نہیں۔ سید مودودیؒ کے مطالعے کی وسعت حافظے میں محفوظ ہی حوالہ ہے۔ آج کے دور کے تحقیقی مقالہ جات کا Formate مرتب کتب میں نہیں پایا جاتا۔

حاصل کلام:

"تفسیری مآخذ و مراجع کا تنقیدی جائزہ" اِن نکات پر محیط ہے جن میں نقد و جرح سلبی بھی ہے اور ایجابی ہے۔

اجمالی جائزہ، حوالہ نقد، مصادر احادیث، زبانوں کے مراجع، مرجع سیرۃ ﷺ، بائبل، ببلیکل لٹریچر، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، انجیل برناباس، انجیل یوحنا یونانی، مصدر تلمود، تفہیم القرآن بذاتہٖ منبع و مصدر یا معجم معلومات، یکجا فقہ، حدیث، آثار صحابہؓ و قرآن حکیم، قرآن مجید اور سائنس کے تطبیقی مصادر، سائنس تغیر پذیر منابع کتابات، تاریخ و نزول اسباب، سزائے قذف، رہبانیت کے مصادر و مراجع، حوالہ حافظہ مُرتب و مصنف۔

الغرض مآخذ و مراجع اور مصادر منابع غیر محدود اور اَن گنت ہیں ایک فصل میں کامل احاطہ ناممکن ہے بلکہ پورا تھیسس بھی ناکافی ہے۔ کچھ مسلکی اور فرقہ وارانہ عناصر اعتراض برائے اعتراض بائبل اور دوسرے تحقیقی ذرائع پر تفہیم القرآن کے حوالوں سے خار کھاتے ہیں۔(35) سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اِن کتب پر اتنا بھی اعتماد نہیں

کرتے جتنا معترضین اپنی تفاسیر میں بھری پڑی اسرائیلیات پر اندھا دھند اعتماد کرتے ہیں۔

سفارشات:

1۔ مصادر و مراجع ہی تو مضامین و کتب کی اساس و اصل ہے۔اس کی اہمیت کا شعور بے حد ضروری ہے۔

2۔ اسناد کی ترویج سرقہ نویسی(Plagiarism) سے حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔

3۔ منابع و مصادر کے حوالہ جات درج کرنے کا ایک عالمی معیار ہونا چاہیے۔اب تک ہر ادارے اور پبلی شر کا فارمیٹ مصنفین و مؤلفین،اساتذہ وطلبہ وطالبات کے لیے انتہائی پریشان کن ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، مقدمہ دارالسلام، لاہور، رقم الحدیث:32

Muslim, Muslim Bin Hajjaj, Al Jamia Al Sahih, Muqaddama Darussalam, Lahore, Raqam ul Hadidh32

[2] ۔ المومنون:67

Al Mo'minoon (23) 67

[3] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ج3، ص89

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, Adaro Tarjuman ul Quran, Lahore, 3/89

[4] ۔ المومنون:115

Al Mo'minoon (23) 115

[5] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن ج3، ص۳۰۳

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/303

[6] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن ج3، ص273

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/273

[7] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن ج3، ص215

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/215

[8] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن ج3، ص227

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/227

[9] ۔ المومنون:11

Al Mo'minoon (23) 11

[10] ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص268

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/268

[11] ۔ الصف:6

Al Saf (61) 60

12۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص465

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/465

13۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص391۔390

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/390, 391

14۔ المومنون:72

Al Mo'minoon (23) 72

15۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ج3، ص292

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/292

16۔ الحج:36

Al Hajj (22) 36

17۔ ایضاً

Ibid

18۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص227

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/227

19۔ الطلاق:12

Al Talaq (65) 12

20۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج5، ص583

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 5/583

21۔ یٰس:40

Yasin (36) 38

22۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج4، ص261

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 4/261

23۔ یٰس:38

Yasin (36) 38

24۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج4، ص261

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 4/261

25۔ حم سجدہ:11

Ha Meem Sajdah (41) 11

26۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج4، ص445

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 4/445

27۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج4، ص196

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 4/196

28۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص198

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/198

29۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص321

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/321

30۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج3، ص352

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/352

31۔ الحدید:27

Al Hadeed (57) 27

32۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج۵، ص۳۲۷-۳۲۶

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 5/326, 327

33۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، ج2، ص۳۳۲

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 2/332

34۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن ج3، ص333

Maudoodi, Abul Ala, Syed, Maulana, Tafhimulquran, 3/333

35۔ محمد ساجد قریشی، مفتی، مولانا، حدیث اور بائبل تفہیم القرآن کی نظر میں، جمعیت پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص۹

Muhammad Sajid Qureshi, Mufti, Maulana, Hadis Aur Bibal Tafhimulquran Ki Nazar Main, Jamiat Publication, Lahore, 2012, P.9